28

دُعائیں کرو، دُعائیں کرو اور دُعائیں کرو کہ اِس سے زیادہ نازک وقت ہماری جماعت پر کبھی نہیں آیا

(فرمودہ 8/ اگست 1947ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کی وفات کے بعد مسجدوں کا انتظام نہایت ہی ناقص ہو گیا ہے۔ اور مَیں ناظر اعلیٰ اور ناظر تعلیم و تربیت کو اِس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ تعلیم و تربیت کے محکمہ نے غالباً ایسے آدمی اِس کام کے لئے مقرر کئے ہیں جو خود بھی شاید مسجد میں نہیں آتے۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ گزشتہ ایّام میں شام کی اذان اپنے وقت سے بہت پیچھے ہوتی رہی ہے۔ لیکن اِس میں تو کوئی حرج نہیں۔ اگر روزہ وقت سے دس منٹ پیچھے کھول لیا جائے۔ لیکن ساتھ یہ ہوا کہ ایک دن صبح کی اذان وقت سے بیس منٹ پیچھے دی گئی جبکہ اچھی خاصی روشنی ہو چکی تھی۔ وہ غریب جو یہ سمجھتے ہیں کہ اذان ہوئی تو روزہ کھول لیا اور اذان ہوئی تو روزہ رکھ لیا اُن سب کے روزے گئے آئے ہو گئے۔ کیونکہ بیس منٹ گزرنے کے بعد روشنی ہو چکی تھی اور جنہوں نے اُس وقت سحری کھائی اُن کا روزہ کیا باقی رہ گیا۔ پہلے ایک اچھا بھلا آدمی تھا۔ صرف اِس لئے کہ ایک موقع پر اُس نے سامنے سے جواب دے دیا اُسے نکال دیا گیا۔ بے شک یہ اُس کی غلطی تھی کہ جب مسجد کے منتظم نے اُسے ایک کام کرنے کے لئے کہا تو اُس نے کہہ دیا کہ مَیں اِس وقت نہیں کرسکتا۔ لیکن محض اِتنی سی بات پر فوراً سکھا شاہی طریق پر عمل

کیا گیا اور بغیر نوٹس دیئے اُسے کہہ دیا گیا کہ نکل جاؤ۔ اور اس کی جگہ ایسا آدمی بھرتی کر لیا گیا جو نماز کی عظمت کو ہی نہیں سمجھتا اور اذان کے وقت غائب رہتا ہے۔ تو اِس کے یہ معنی ہیں کہ اُن کے دلوں میں نماز اور روزہ کی اُتنی عظمت نہیں جتنی اپنی بات کے پورا کرنے کی ہے۔

آج جمعہ کا دن تھا اور ایک ایسا اہم کام جسے ہم کسی طرح پیچھے نہیں ڈال سکتے تھے اُس میں مَیں مشغول تھا۔ میرا منشاء تھا کہ ڈیڑھ بجے جمعہ پڑھا دیا جائے۔ مَیں نے کئی دفعہ بتایا ہے کہ جب مجھے کوئی اہم کام ہو تو مجھے کسی اَور بات کی ہوش نہیں ہوتی۔ ایسے موقع پر ضروری ہوتا ہے کہ بار بار نماز کی یاددہانی کرائی جائے۔ مگر اب جو مَیں جمعہ کے لئے آیا تو معلوم ہوا کہ دو بج کر تیس منٹ ہو چکے ہیں۔ اور اِس کی وجہ یہ ہے کہ مؤذن نے سوائے پہلی دفعہ اطلاع کرنے کے مجھے دوبارہ اطلاع ہی نہیں کی۔ حالانکہ پہلے مؤذن ہر آدھ گھنٹہ کے بعد شور مچایا کرتا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ جب اوپر نگران نہ رہیں تو ماتحت یہ سمجھتا ہے کہ پوچھنے والا تو کوئی ہے نہیں مجھے تکلیف اُٹھانے کی کیا ضرورت ہے۔

اِس کے بعد مَیں جماعت کے دوستوں کو اِس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ موجودہ ایّام میں ہماری جماعت ایسے سخت خطرات میں سے گزر رہی ہے کہ اگر تمہیں اِن خطرات کا پوری طرح علم ہو اور اگر تمہیں پوری طرح اس کی اہمیت معلوم ہو تو شاید تم میں سے بہت کمزور دل لوگوں کی جان نکل جائے۔ لیکن تم کو وہ باتیں معلوم نہیں۔ اس لئے تم اپنی مجلسوں اور گلیوں میں ہنستے کھیلتے نظر آتے ہو۔ تمہاری مثال بالکل اُس بچے کی سی ہے جس کی عمر دو اڑھائی سال کی تھی اور اُس کی ماں رات کے وقت مر گئی۔ جب وہ صبح کو اُٹھا تو وہ اپنی ماں کے ساتھ چمٹ گیا۔ لوگوں نے جب دروازہ کھولا تو اُنہوں نے دیکھا کہ بچہ اپنی ماں کے منہ پر تھپڑ مار کر ہنس رہا تھا۔ وہ خیال کر رہا تھا کہ اُس کا نہ بولنا مذاق کی وجہ سے ہے حالانکہ وہ مری پڑی تھی۔ جس قسم کی حالت میں سے اور جس قسم کی بے وقوفی اور نادانی کی کیفیات میں سے وہ بچہ گزر رہا تھا اُسی قسم کی حالت میں سے تم بھی گزر رہے ہو۔

مَیں نے دو دن ہوئے جماعت کے دوستوں کو توجہ دلائی تھی اور آج پھر اِس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ آج بیسویں رمضان کی ہے اور حضرت خلیفہ اول کے عقیدہ کی رو سے اعتکاف صبح سے شروع ہو چکا ہے۔ لیکن عام حنفی عقیدہ کے رو سے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی عمل تھا اعتکاف آج شام کو شروع ہوگا۔ جہاں تک نوجوانوں کا تعلق ہے جن کو آجکل کام پر

لگایا جانا ضروری ہے اُن کو مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اِس دفعہ اعتکاف نہ بیٹھیں۔ اُن کا اعتکاف نہ بیٹھنا زیادہ ثواب کا موجب ہوگا بہ نسبت اعتکاف بیٹھنے کے۔ ایک دفعہ جہاد کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا آج روزہ داروں سے بے روز بڑھ گئے ہیں۔[1] کیونکہ بے روز تو میدانِ جہاد میں پہنچتے ہی کام کرنے لگ گئے اور روزہ دار لیٹ کر ہانپنے لگے۔ آجکل پہرے کے دن اور اِدھر اُدھر گھومنے کے ایّام ہیں۔ اِس لئے اِن دنوں نوجوانوں کا اور نوجوانوں کی طرح کام کر سکنے والوں کا اعتکاف نہ بیٹھنا بہ نسبت اعتکاف بیٹھنے کے زیادہ ثواب کا موجب ہے۔ پس ایسے لوگوں کو جن کی سلسلہ کو ہنگامی کاموں کے لئے ضرورت ہے اعتکاف نہ بیٹھنا چاہیئے۔ اگر وہ اعتکاف بیٹھیں گے تو یہ اُن کی نیکی نہ ہوگی بلکہ اُن کے نفس کا دھوکا ہوگا۔ لیکن جو لوگ اِس عمر کے نہیں اور نوجوانوں کی طرح پہرہ وغیرہ کا کام نہیں کر سکتے اُن سے مَیں کہتا ہوں کہ وہ جتنے زیادہ اعتکاف میں بیٹھ سکیں اُتنے ہی زیادہ بیٹھ جائیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور اِتنی دعائیں کریں، اِتنی دعائیں کریں کہ جیسے محاورہ میں کہتے ہیں کہ ان کے ناک رگڑے جائیں اور ان کے ماتھے گھس جائیں۔ تمہیں چاہیئے کہ آج یونسؑ نبی کی قوم کی طرح تمہارے بچے اور تمہاری عورتیں، تمہارے نوجوان اور تمہارے بوڑھے سب کے سب خدا تعالیٰ کے سامنے روئیں تاکہ خدا تعالیٰ ہماری جماعت کو تباہی سے بچالے اور اپنے فضل سے ہماری دستگیری کرے۔ دنیا میں ہر شخص کا کوئی نہ کوئی سفارش کرنے والا موجود ہے۔ کسی کی تجارتیں اُسکی سفارش کر رہی ہیں۔ کسی کے بنک اس کی سفارش کر رہے ہیں۔ کسی کے اعداد و شمار اُسکی سفارش کر رہے ہیں۔ کسی کے سپاہی اُس کی سفارش کر رہے ہیں۔ لیکن اگر کوئی جماعت دنیا میں زندہ رہنے کی مستحق ہے اور اگر کوئی جماعت دنیا میں پُرامن کام کر رہی ہے تو وہ تمہاری جماعت ہے۔ مگر تمہاری پُشت پر کوئی نہیں جو تمہاری سفارش کرنے والا ہو سوائے خدا تعالیٰ کی ذات کے۔ اِس لئے اگر ہم اپنی دعاؤں اور گریہ وزاری سے خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچ لیں تو یقیناً دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی ہمارے حقوق کو تلف نہیں کر سکتی۔ لیکن اگر ہم خدا تعالیٰ کے فضل کو نہ کھینچ سکیں تو ہم سے زیادہ بے یار و مددگار دنیا میں اَور کوئی نہیں ہوگا۔ محض عقلی دلائل پر انحصار رکھنا نادانی اور حماقت ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عقلی طور پر ہماری بات معقول ہے اِس لئے ہمیں امید رکھنی چاہیئے کہ ہماری بات مانی جائے گی۔ لیکن اِس دھینگا مشتی

کے زمانہ میں عقل کو کون پوچھتا ہے۔ اگر لوگ عقل کو پوچھتے تو آج خدا اور اُس کا رسول بیکسی کی حالت میں کیوں ہوتے۔ اور اگر لوگ عقل کی بات کو پوچھتے تو آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حکومت کی جگہ مشرکوں کی حکومت کیوں ہوتی۔ تمہاری تائید میں جو دلائل ہیں اُن سے بہت زیادہ دلائل قرآن کریم اور خدا تعالیٰ کی تائید میں ہیں۔ اِسی طرح تمہارے تائیدی دلائل سے بہت زیادہ دلائل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تائید میں ہیں۔ لیکن آج عقل کو کوئی نہیں پوچھتا۔ آج لوگ لٹھ کو دیکھتے ہیں۔ اور لٹھ تمہارے ہاتھ میں نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اِس لئے تم خدا تعالیٰ سے دعائیں کرو۔ خدا تعالیٰ اگر آج بھی چاہے تو وہ آسمان سے صرف ایک کُنْ کہہ کر ساری دنیا کے نقشوں کو بدل سکتا ہے۔ اِس لئے ہر شخص دعاؤں میں مشغول ہو جائے۔ خصوصاً پہلے ایک دو دن ایسے ہیں جن میں دعاؤں کی زیادہ ضرورت ہے۔ آج یا کل یا حد سے حد پرسوں کا دن ایسا ہوگا جس میں یہ فیصلے ہو جائیں گے۔ اور خدا تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ ماضی میں تغیر نہیں کیا کرتا بلکہ مستقبل میں تغیر کرتا ہے۔ ماضی کے متعلق تو وہ کہتا ہے کہ جدوجہد کرو اور پھر ہم سے مدد طلب کرو۔ اور آئی ہوئی چیز کے بدلنے میں خدا تعالیٰ کا قانون جو وقت چاہتا ہے وہ ضرور لگتا ہے۔ پس خدا جانے اِس پر کتنا وقت لگے اور کتنی تکلیفوں میں سے ہمیں گزرنا پڑے۔ لیکن ہمیں اپنی تکلیفوں کا بھی اُتنا احساس نہیں جتنا سلسلہ کی تکلیف کا احساس ہے۔ اگر ہماری زندگیوں کا ہی سوال ہوتا تو ہم میں سے بہت سے اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی جانیں پیش کر دیتے اور کہتے کہ ہماری جانیں اِس غرض کے لئے حاضر ہیں۔ لیکن یہاں جانوں کا سوال نہیں بلکہ سلسلہ کی عزت کا سوال ہے۔ مَیں نے اِس دفعہ مصلحتاً عورتوں کو اعتکاف بیٹھنے سے منع کر دیا ہے۔ کیونکہ ہم ہنگامی کاموں میں بہت زیادہ مصروف ہونے کی وجہ سے اُن کی حفاظت کا صحیح طور پر انتظام نہیں کر سکتے۔ لیکن مردوں میں سے جو بڑی عمر کے ہیں اُنہیں چاہیئے کہ اگر ہو سکے تو وہ ساری ساری رات جاگیں اور خدا تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کریں۔ اکیلے بھی اور مشترکہ طور پر بھی۔ اِسی طرح عورتوں کو چاہیئے کہ وہ گھروں میں بیٹھ کر دعائیں کریں اور اِتنی تضرع اور گریہ وزاری سے دعائیں کریں کہ خدا تعالیٰ کا عرش ہل جائے۔ بلکہ یونسؑ نبی کی قوم کی طرح اگر وہ اپنے دودھ پیتے بچوں کو بُھوکا رکھ کر اُنہیں بھی دعاؤں میں شامل کر لیں تو یہ بھی کوئی بڑی قربانی نہیں ہوگی۔

ہمارے خدا میں سب طاقتیں ہیں۔ اور ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ ہوگا آخر سلسلہ کے لئے بہتر ہوگا۔ لیکن ''آخر سلسلہ کے لئے بہتر ہوگا'' اور ''اب بہتر ہو جائے'' میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آخر میں تو ضرور ایسا ہوگا کہ ہمارے سلسلہ کو کامیابی حاصل ہو۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ ہماری غفلتوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے درمیانی عرصہ میں ہزاروں جانوں کو دکھ برداشت کرنا پڑے۔ اور ہزاروں عزتوں کو برباد کرنا پڑے اور ہزاروں نوجوانوں کو قربان ہونا پڑے۔ پس دعائیں کرو، دعائیں کرو اور دعائیں کرو کیونکہ اِس سے زیادہ دُنیوی طور پر نازک وقت ہماری جماعت پر کبھی نہیں آیا۔ خدا ہی ہے جو اِس گھڑی کو ٹلا دے اور اپنے فضل سے ایسے راستے پیدا کر دے کہ جن سے جلد سے جلد ہماری کامیابی کی صورتیں پیدا ہونے لگ جائیں۔''

(الفضل 11/اگست 1947ء)

1: مسلم کتاب الصِّیَام باب اَجْرُ الْمُفْطِرِ فی السَّفَرِ ......(الخ)